قرآن فہمی کی ایک انوکھی مثال

جناب ابونصر صاحب

واقعۂ آدم و ابلیس کی پرویزی اور قادیانی تفسیر

الحق کے کسی سابقہ شمارہ میں ہم نے قرآنی براہین و دلائل سے ثابت کیا تھا کہ دین میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اور دین اسلام کی وہی تعبیر صحیح سمجھی جائے گی جو اس سند (TOUCH-STONE) پر ٹھیک اترے گی۔ سنت رسولؐ سے انحراف کا نتیجہ سراسر گمراہی ہے۔ ترکت فیکم امرین لن تضلوا ان تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنتی۔ موطا۔ (میں نے تم میں دو چیزیں کتاب اللہ اور اپنی سنت چھوڑی ہے کہ جب تک اس پر عمل پیرا رہے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔)

جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک پیغام رساں سمجھا اور آپؐ کا شارح کتاب اللہ کی حیثیت سے انکار کیا ان کی تفسیری بوالعجبیوں کا ایک نمونہ قارئین کی نظر ہے۔

آدمؑ اور ابلیس کا واقعہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تفصیل سے مذکور ہے[1] قادیانی حضرات اپنی مطلب براری کے لئے اور پرویزی حضرات حدیث دشمنی کی خاطر کس طرح قرآن حکیم کی گمراہ کن تاویلیں کر رہے ہیں۔ وہ اس ایک واقعہ سے ظاہر ہے۔ قادیانیوں اور پرویزیوں نے "ابلیس" کی حقیقت سے انکار کیا ہے اور اس سے وہ مفہوم مراد لیا ہے۔ جو قرآن کے منشار کے سراسر خلاف ہے۔ اس ضمن میں یہ قرآنی حقائق قابل غور ہیں :-

۱۔ ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا اور اس سے پہلے جنوں کو ہم لو کی لپیٹ سے پیدا کر چکے تھے۔ پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ

[1] ملاحظہ ہو سورۃ البقرہ، آیات ۳۰ تا ۳۹ الاعراف : ۱۱ تا ۲۴ الحجر : ۲۷ تا ۴۳ بنی اسرائیل : ۶۱ تا ۶۵ الکہف : ۵۰ طٰہٰ : ۱۱۶ تا ۱۲۲ اور ص : ۷۱ تا ۸۵

کہ میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔ جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔ چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ رب نے پوچھا۔ اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔؟ اس نے کہا کہ میرا یہ کام نہیں کہ میں اس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے پیدا کیا ہے۔ رب نے فرمایا، اچھا تو نکل جا یہاں سے کیونکہ تو مردود ہے۔ اور اب روزِ جزا تک تجھ پر لعنت ہے۔ اس نے عرض کیا میرے رب یہ بات ہے تو پھر مجھے اس روز تک مہلت دے۔ جب کہ سب انسان دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا، اچھا تجھے مہلت ہے اس دن تک جس کا وقت ہمیں معلوم ہے۔ وہ بولا، میرے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا ہے۔ اسی طرح اب میں زمین میں ان کے لئے دلفریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکاؤں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو۔ فرمایا، یہ راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔ بیشک جو میرے حقیقی بندے ہیں۔ ان پر تیرا بس نہ چلے گا۔ تیرا بس تو صرف ان بہکے ہوئے لوگوں پر چلے گا، جو تیری پیروی کریں اور ان سب کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ (الحجر: ۲۶ تا ۴۳)

۲۔ ابلیس جنوں میں سے تھا۔ اس لئے اپنے رب کی اطاعت سے نکل گیا۔ (الکہف: ۵۰)

۳۔ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ (الذریٰت: ۵۶)

۴۔ مذکورہ بالا قرآنی آیات (نمبر ۱ تا ۳) کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کے نزدیک ابلیس سے مراد وہ جنّ ہے جس نے آدمؑ کی طرف خدا تعالیٰ کے دربار میں سجدہ کرنے سے انکار کیا اور یہ انسان کی طرح صاحب تشخص ہستی ہے۔ نیز جنّوں کی تخلیق انسان سے پہلے ہو چکی تھی۔ (ملاحظہ ہو قرآنی آیات نمبر ۱ کے تحت خط کشیدہ الفاظ)

پرویزی مفہوم اب آدم علیہ السلام اور ابلیس کی سرگزشت کے سلسلہ میں غلام احمد پرویز صاحب کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔ مفہوم القرآن۔ پارہ اوّل ص۱۳، ۱۴ سورۃ البقرہ کی ۳۴ تا ۳۶ آیات کا مفہوم یوں دیا ہے:۔

۱۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ۔[۱] (ص۱۳) اس پر کائناتی قوتیں سب انسان کے سامنے جھک گئیں۔ لیکن ایک چیز

[۱] صحیح ترجمہ یہ ہے:۔ اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا وہ کافروں میں کا۔ (شیخ الہندؒ)

ایسی بھی تھی جس نے اس کے سامنے جھکنے سے انکار کردیا۔ اس نے سرکشی اختیار کی۔ یہ تھے انسان کے خود اپنے جذبات، جن کے غالب آجانے سے اسکی عقل وفکر ماؤف ہوجاتی ہے۔ اور اتنی بڑی قوتوں کا مالک خود اپنے ہاتھوں بےبس ہوجاتا ہے اور اس پر چاروں طرف سے مایوسیاں چھا جاتی ہیں۔

۲۔ وَقُلْنَا یٰآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ[1] (آیت ۳۵) ان صلاحیتوں کے ساتھ انسان کو دنیا میں بسایا گیا۔ اسکی ابتدائی زندگی کا نقشہ یہ تھا کہ اس کی ضروریات بہت محدود تھیں اور سامان نشوونما کی بڑی فراوانی تھی، اس لئے ان میں نہ باہمی تصادم تھا نہ تزاحم، نہ اختلاف تھا نہ افتراق، تمام انسان ایک برادری کی طرح رہتے تھے۔ چنانچہ ان سے کہہ دیا گیا کہ اگر تم نے باہمی اختلافات شروع کردئے تو یہ جنتی زندگی تم سے چھن جائے گی اور تم سامانِ زیست کے حصول کے لئے بھی جانکاہ مشقتوں میں مبتلا ہوجاؤگے۔ اور اس طرح خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ پر زیادتی کر بیٹھوگے۔

۳۔ فَاَزَلَّھُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْھَا فَاَخْرَجَھُمَا مِمَّا کَانَا فِیْہِ وَقُلْنَا اھْبِطُوْا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ[2] (آیت ۳۶) لیکن انسان پر اسکی انفرادی مفاد پرستیوں کے جذبات غالب آگئے اور اس نے اپنے خودساختہ نظام کے مطابق تمدنی زندگی بسر کرنی شروع کردی۔ اس سے اسکی وہ جنتی زندگی چھن گئی۔ انسان مختلف گروہوں میں بٹ گیا اور ایک گروہ دوسرے گروہ کا دشمن ہوگیا۔ لیکن دنیا میں انسانی زندگی کوئی ایک آدھ دن کی بات نہ تھی کہ یوں بھی گزرجاتا۔ اس نے یہاں ایک مدت تک رہنا اور سامانِ زیست سے ہر ایک نے فائدہ اٹھانا تھا۔ تو کیا انسان کے لئے اسکی خود پیدا کردہ مصیبت کا کوئی حل نہیں تھا؟

قارئین کرام ہمارے خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ ڈارون کے نظریۂ ارتقا کی تائید ہے یا قرآنی سرگزشت آدمؑ وابلیس کی تفہیم۔

قادیانی تفسیر

مرزا غلام احمد قادیانی اور چوہدری غلام احمد پرویز کے ناموں میں جسقدر مماثلت ہے اتنا ہی ان کے کام میں بھی ہے۔ یہاں ہم مرزا قادیانی کے خلیفہ اور لڑکے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تفسیر صغیر سے آدمؑ وابلیس کے واقعہ کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

۱۔ "آدمؑ کو سجدہ کرنا قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ پس ہم نے دوسرے معنے لئے ہیں۔ اور یہ

---

[1] اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہوجاؤگے ظالم۔ (شیخ الہندؒ) [2] پھر ہلا دیا ان کو شیطان نے اس جگہ سے پھر نکالا ان کو اس عزت و راحت سے کہ جس میں تھے اور ہم نے کہا تم سب اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے۔ اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔ (شیخ الہندؒ)

ترجمہ کیا ہے کہ آدمؑ کیساتھ سجدہ میں گرجانا۔" (ص۵۲۳ فٹ نوٹ)

۲۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ[1] (الکہف۔۵۰) اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ تم آدمؑ کے ساتھ مل کر سجدہ کرو اس پر انہوں نے تو سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا وہ جنوں (یعنی مال دار شریر لوگوں میں سے) تھا سو اس نے اپنی فطرت کے مطابق اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ (ص۵۹۹)

۳۔ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ[2] (الحجر۔۲۷) اس آیت میں مرزا صاحب نے جنوں کی "نار" سے پیدا ہونے کے یہ معنی مراد لئے ہیں کہ بڑے لوگوں میں سخت غصہ پیدا کیا گیا ہے چنانچہ امراء میں عادتاً غصہ پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اپنے خلاف بات سن نہیں سکتے۔ (ص۵۲۲ فٹ نوٹ)

۴۔ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ[3] (الاعراف۔۱۴) میں یہ مطلب نہیں کہ قیامت تک مہلت دے بلکہ مراد یہ ہے کہ روحانی بیداری پیدا ہونے تک مجھے مہلت دے۔ (ص۳۰۶ فٹ نوٹ)

۵۔ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ[4] (الاعراف۔۲۴) میں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جن شیطانوں کا ذکر ہے وہ انسان ہی تھے۔ کیونکہ اس آیت سے ثابت ہے کہ انسانوں اور شیطانوں کو اکٹھے نکلنے کا حکم تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا میں انسان ہی انسان نظر آتے ہیں، شیطان تو ہم کو نظر نہیں آتے۔ شیطانوں کا کوئی الگ گروہ نظر نہیں آتا۔ جو انسانوں سے دشمنیاں کرتا ہو" (ص۳۰۹ فٹ نوٹ)

ہم نے اس مختصر مقالہ کی ابتدا میں ابلیس اور اس سے متعلقہ واقعہ کی حقیقت اور پھر آخر میں اسکی پرویزی اور قادیانی تاویلیں انہیں کے اپنے الفاظ میں بیان کی ہیں۔ یہ تاویلیں اس قدر لایعنی اور بے ربط ہیں کہ ایک عام شخص بھی ان متجددین کی ضلالت کو بھانپ سکتا ہے۔

المختصر پرویز صاحب ●۔ ملائکہ سے کائناتی قوانین ●۔ ابلیس سے انسانی جذبات ●۔ آدمؑ و حواؑ کی جنتی زندگی سے اسی دنیاوی زندگی کے ابتدائی پُرامن مراحل جب سب انسان ایک

---

[1] اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے۔ مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے سو نکل بھاگا اپنے رب کے حکم سے (شیخ الہندؒ) [2] اور جنوں کو بنایا ہم نے اس سے پہلے لُو کی آگ سے (شیخ الہندؒ)۔

[3] بولا کہ مجھے مہلت دے اس دن تک کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں۔ (شیخ الہندؒ)

[4] فرمایا تم اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے۔ اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔ (شیخ الہندؒ)

برادری کی طرح رہتے تھے۔ اور آدمؑ و حوّا سے جنتی زندگی چھن جانے سے انسان کا خود ساختہ نظام کے مطابق تمدنی زندگی بسر کرنا مراد لیتے ہیں۔

اب مرزا صاحب کو لیجئے۔ وہ ابلیس کا آدمؑ کو سجدہ کرنا ہی قرآنی تعلیم کے خلاف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شاہد ہے کہ ابلیس نے تو سجدہ سے اسی لئے انکار کیا تھا کہ وہ آدمؑ سے بہتر ہے اس لئے آدمؑ کو کیوں سجدہ کرے؟ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ۔ (الاعراف۔ ۱۲) ترجمہ: کہا تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا، بولا میں اس سے بہتر ہوں، مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے۔

مرزا صاحب ابلیس سے مراد امراء اور مالدار لوگ لیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے ابلیس یعنی امراء کو حکم دیا کہ آدمؑ یعنی عامۃ الناس کو سجدہ کریں۔ ع بایں عقل و دانش بباید گریست۔

دراصل مشکل یہ ہے کہ مرزا صاحب کو شیاطین نظر نہیں آتے اور پرویز صاحب کو ملائکہ نظر نہیں آتے اس لئے وہ ان کو ماننا نہیں چاہتے اور تاویلیں کرتے ہیں۔ حالانکہ سائنس کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ ہماری آنکھیں تو نور کی صرف محدود WAVE LENGTHS کو دیکھ سکتی ہیں جبکہ کائنات میں لاانتہا نوعیت کی نورانی لہریں (WAVES) موجود ہیں جن کا ہماری آنکھیں احاطہ نہیں کر سکتیں۔ مثال کے طور پر ایکس ریز (X-RAYS) آپ کے جسم کے گوشت پوست کو چیر کر ہڈیوں کو دیکھ سکتی ہیں مگر ہماری آنکھیں انہیں دیکھنے سے قاصر ہیں۔ تو کیا ہڈیوں کے وجود سے انکار کر دیا جائے۔ کیونکہ ہماری آنکھیں انہیں دیکھنے سے قاصر ہیں۔؟ اور پھر قرآن تو ہدایت یابی کے لئے یؤمنون بالغیب کی شرط عائد کرتا ہے۔! اگر حواس ہی کو معیارِ صداقت بنایا جائے اور قرآن مجید کو صرف عقل و قیاس پر ہی پرکھا جائے تو یہ ناممکن ہے ؎

عقل ناقص کے تواند گشت بر قرآں محیط
عنکبوتے کے تواند کرد سی مرغے شکار

ہم پرویزی اور قادیانی علماء سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ آپ کی تاویلیں قرآن کی کھلم کھلا تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟ یحرفون الکلم من بعد مواضعہ۔ (المائدہ۔ ۴۱) اور جواب دینے سے پہلے قرآن کی تفسیر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد رکھئے: مَنْ فَسَّرَ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ فِي النَّارِ (الحدیث) ترجمہ: جس نے قرآن کی من مانی تفسیر کی وہ اپنے لئے جہنم میں ٹھکانا بنا لے۔

کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ۔ (القمر)